فقہ العبادات

بغیر احرام میقات سے تجاوز

اور حج وعمرہ کے بعض دیگر اہم مسائل

مولانا انوار الحق رحمانی

(۱) حج وعمرہ کے علاوہ کسی اور ضرورت سے حرم مکی میں داخلہ کا حکم

جو لوگ حج یا عمرہ کے ارادہ سے حرم مکی میں داخل ہونا چاہیں ان کے لیے تو تمام ائمہ وفقہاء کے نزدیک میقات سے احرام باندھ کر داخل ہونا ضروری ہے، لیکن جو لوگ حج یا عمرہ کی نیت نہیں رکھتے، بلکہ تجارت، ملاقات، مریض کی عیادت یا کسی اور مقصد سے مکہ مکرمہ میں یا حرم مکی کے حدود میں داخل ہونا چاہتے ہیں جمہور ائمہ (احناف، مالکیہ اور حنابلہ) کے نزدیک ان کے لیے بھی ضروری ہے کہ احرام باندھ کر ہی میقات سے آگے بڑھیں۔ حضرت امام شافعی رحمشہور قول کی رو سے اس کے لیے احرام کو مستحب قرار دیتے ہیں۔ لازم قرار نہیں دیتے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

ثم الآفاقي اذا انتهى اليها على قصد دخول مكة عليه ان يحرم قصد الحج او العمرة او لم يقصد۔ (۱)

پھر جب آفاقی ان میقات تک پہنچے اور مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ احرام باندھ لے خواہ حج یا عمرہ کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

قد اختلف في جواز المجاوزة بغير عذر فمنعه الجمهور وقالوا لا يجوز

---

(۱) الهداية كتاب الحج ۱/۲۳۵

إلا باحرام من غير فرق بين من دخل لاحد النسكين او لغيرهما ومن فعل أثم ولزمه دم۔ وروى عن ابن عمر والناصر وهو الاخير من قولي الشافعي واحد قولي ابي العباس انه لايجب الإحرام إلا على من دخل لأحد النسكين لاعلى من اراد مجرد الدخول۔ (۱)

بغیر کسی عذر کے میقات سے تجاوز کرنے کے جواز کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور اس کے ممنوع ہونے کے قائل ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ احرام کے بغیر آگے بڑھنا جائز نہیں، ان کے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ حج وعمرہ میں سے کسی عبادت کے لیے داخل ہو رہا ہے، یا کسی اور مقصد سے اور جو شخص احرام کے بغیر میقات سے آگے بڑھے گا گنہ گار ہوگا اور اس پر دم واجب ہوگا۔ اور ابن عمر اور ناصر سے مروی ہے اور امام شافعی رح کا آخری قول یہی ہے اور ابوالعباس کا ایک قول یہی ہے کہ احرام صرف اس شخص پر واجب ہے جو دونوں عبادتوں میں سے کسی ایک کے لیے داخل ہو، اور جو شخص محض داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اس پر احرام واجب نہیں ہے۔

المہذب میں ہے:

ومن حج او اعتمر حجة الاسلام وعمرته ثم اراد دخول مكة لحاجة ...... وان كان دخوله لتجارة او زيارة ففيه قولان (اشهرهما) انه لايجوز ان يدخل إلا لحج او عمرة..... والثاني انه يجوز۔ (۲)

جو شخص اسلامی حج یا عمرہ کرے پھر کسی ضرورت سے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے .... تو اگر اس کا داخلہ تجارت یا ملاقات کی غرض سے ہو تو اس سلسلے میں امام شافعی رح کا دو قول ہے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں..... اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے۔

---

(۱) نیل الاوطار ۴/۳۰۰ (۲) المهذب مع المجموع ۷/۱۰

امام شافعی رح کے زیادہ مشہور اور صحیح قول کے سلسلے میں بھی اختلاف ہے۔ صاحب مہذب نے تو وجوب ہی کے قول کو اشہر قرار دیا ہے، البتہ علامہ نووی رح نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ ابن القاص، مسعودی، بغوی اور دوسرے حضرات نے وجوب کو صحیح قرار دیا ہے اور شیخ ابوحامد اور ان کے اصحاب، شیخ ابومحمد جوینی، غزالی اور اکثر لوگوں نے استحباب کے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ امام شافعی رح کی عام کتابوں میں اسی کی صراحت ہے۔ اس قول کی بنیاد پر ایسے لوگوں کے لیے بغیر احرام کے حرم میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ (۱)

بہرحال امام شافعی رح کا مشہور اور راجح قول احرام کے استحباب کا ہے جو حضرات ائمہ ایسے لوگوں کے لیے احرام کے بغیر میقات سے تجاوز کرنے کو جائز نہیں کہتے ان کی دلیل یہ روایت ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لایجاوز الوقت إلا باحرام۔ (۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میقات سے بغیر احرام کے تجاوز نہ کیا جائے۔

یہ روایت مختلف طرق سے الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ، معانی الآثار للطحاوی، طبرانی، بیہقی (۵/۲۹) اور کتاب الام للشافعی (۲/۱۱۸) وغیرہ میں مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح مروی ہے۔ کسی روایت میں "لایدخل احدکم مکۃ إلا محرما" و رخص للحطابین اور کسی میں "لایجاوز احد المیقات إلا محرما" کے الفاظ ہیں۔

جمہور ائمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عام حکم دیا گیا ہے کہ کوئی شخص بغیر احرام کے میقات سے تجاوز نہ کرے۔ اس میں حج اور عمرہ کی کوئی قید نہیں ہے، لہٰذا یہ حکم ہر داخل ہونے والے کے لیے عام ہوگا۔ دوسری دلیل یہ حدیث ہے:

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال، ھذہ مکۃ حرمھا اللہ عزوجل یوم خلق السموات والارض لم تحل لاحد قبلی ولا لأحد بعدی وانما احلت لی ساعۃ من نہار۔ (۳)

---

(۱) المجموع شرح المہذب ۷/۱۱ (۲) فتح القدیر ۲/۴۲۶ (۳) نسائی ۲/۳۲

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی آئندہ کسی کے لیے جائز نہیں۔

جمہور ائمہ میں سے امام مالکؒ اور امام احمدؒ نے لکڑی فروش جیسے ضرورت مندوں کو جنھیں باہر سے بار بار حدود حرم میں آنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس حکم سے مستثنیٰ کیا ہے۔

صاحب ہدایہ نے عقلی دلیل یہ پیش کی ہے کہ میقات سے احرام کا وجوب بیت اللہ اور اس مقدس سرزمین کی تعظیم کے لیے ہے اور تعظیم ہر داخل ہونے والے کے لیے ضروری ہے۔ خواہ کوئی حج و عمرہ کی نیت سے جائے یا تجارت اور ملاقات وغیرہ کی غرض سے۔ واضح رہے کہ میقات سے احرام باندھنا حج کی شرط نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو مکہ یا میقات کے اندر رہنے والوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ میقات جا کر حج کا احرام باندھ کر آئیں جبکہ ایسا نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ میقات سے احرام کا حکم اس مقدس خطہ کی تعظیم و تکریم کی خاطر ہے۔ اور اس علت میں داخل ہونے والے تمام لوگ برابر ہیں۔ اس لیے احرام سب کے لیے واجب ہوگا۔

حضرت امام شافعیؒ راجح قول کی رو سے حج و عمرہ کے علاوہ دیگر مقاصد کے تحت حرم کی میں داخل ہونے والوں کے لیے احرام کو مستحب کہتے ہیں لازم نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔

عن جابرؓ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل یوم فتح مکۃ و علیہ عمامۃ سوداء بغیر احرام۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

پتہ چلا کہ حج و عمرہ کے علاوہ کسی اور مقصد سے کوئی مکہ میں داخل ہو تو اس پر احرام واجب نہیں ہے۔ ان کی دوسری دلیل صحیحین کی وہ روایت ہے جس میں آں حضورؐ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قرن اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات قرار دیا ہے اور آگے فرمایا

(۲)
ہن لہن ولمن أتی علیہن من غیر اہلہن ممن اراد الحج والعمرۃ

---

(۱) رواہ مسلم ونسائی ۱/۳۳۹ (۲) مسلم کتاب الحج باب مواقیت الحج، بخاری باب مہل اہل مکۃ للحج والعمرۃ

پس یہ میقات ان مقامات والوں کے لیے ہیں اور اسی طرح باہر کے ان لوگوں کے لیے جو ان سے ہو کر گزریں ان لوگوں کے لیے جو حج وعمرہ کا ارادہ کرتے ہوں۔

علامہ نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

فیہ دلالۃ للمذہب الصحیح فیمن مر بالمیقات لایرید حجا ولاعمرۃ انہ لایلزمہ الاحرام لدخول مکۃ۔ (۱)

یہ حدیث مذہب صحیح پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص میقات سے گزرے اور حج وعمرہ کا ارادہ نہ ہو تو اس پر مکہ میں داخل ہونے کے لیے احرام ضروری نہیں ہے۔

جمہور کی طرف سے پہلی حدیث کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضورؐ کا بغیر احرام کے داخل ہونا حضورؐ کی خصوصیت تھی، جیسا کہ خود حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے:

عن ابن عباس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ھذہ مکۃ حرمہا اللہ عزوجل یوم خلق السموات والارض لم تحل لاحد قبلی ولاحد بعدی وانما احلت لی ساعۃ من نہار۔ (۲)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکہ ہے جسے اللہ عزوجل نے اسی دن حرام قرار دیا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا ہے اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا اور میرے لیے بھی وہ دن کی ایک گھڑی میں حلال ہوا تھا پھر پہلے کی طرح حرام ہوگیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ اس دن صرف حضورؐ کے لیے حلال کیا گیا تھا یہ آپؐ کی خصوصیت تھی۔ آپ سے پہلے یا آپ کے بعد اب کسی کے لیے حلال نہیں ہے۔ یعنی بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا۔ (۳)

اور صحیحین کی حدیث جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ احرام کے ساتھ حرم مکی میں داخل ہونے کی پابندی صرف حج یا عمرہ کی نیت سے داخل ہونے والوں کے لیے ہے کسی اور ارادے سے جانے والوں کے لیے

---

(۱) نووی علی المسلم ۱/۳۴۲ (۲) نسائی ۲/۳۲

(۳) فتح القدیر فصل فی المواقیت ۲/۴۲۷

نہیں، اس کے بھی متعدد جوابات دیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ حج و عمرہ کے ارادہ سے داخل ہونے کی قید حدیث میں اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ کیوں کہ آفاقی لوگ عام طور پر حج یا عمرہ ہی کے ارادہ سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔

ویمکن ان یقال: إن القید اتفاقی لان دخول الآفاقی عامة لا یکون إلا لحج او العمرة۔ (۱)

فیض الباری میں اس کا دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث سے امام شافعی رح کا استدلال ایک دوسرے مقدمہ پر موقوف ہے اور وہ ہے اس ارادہ کا (یعنی حج وعمرہ کے ارادے سے داخل ہونے کا) غیر لازم ہونا۔ تو اگر ہم یہ کہیں کہ ان دونوں عبادتوں میں سے کسی ایک کا ارادہ کرنا مکہ میں داخل ہونے کے لیے اس پر لازم ہے تو پھر اس حدیث سے ان کا استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔ دوسرے لفظوں میں جو شخص میقات سے گزرے اس پر ہمارے نزدیک دونوں عبادتوں میں سے کسی ایک کا ارادہ کرنا واجب ہے تو جب دوسرے دلائل شرع کی روشنی میں حج یا عمرہ کا احرام باندھنا مکہ میں داخل ہونے کے لیے واجب ہوا تو ظاہر ہے کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت ہر شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے داخل ہونے والا قرار پایا۔

قلنا ان التمسك به یتوقف علیٰ مقدمة اخری وهی تکون تلك الارادة غیر لازمة فان قلنا ان ارادة أحدی العبادتین واجبة علیه فلا تمسك لهم فیه...... وبعبارة اخری نقول: ان من مرّ بالمواقیت یجب علیه ان یرید إحدی العبادتین۔ (۲)

ترجیح

دلائل کی روشنی میں جمہور ائمہ کا مسلک راجح معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی ٹھوس بنیاد کے بغیر جمہور ائمہ اس کے قائل نہیں ہو سکتے۔ دوسرے یہ کہ اس قول کو اختیار کرنے میں مختلف دلائل کے درمیان تطبیق کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور امام شافعی رح کے قول کو اختیار کرنے کی صورت میں ان نصوص کا ترک لازم آتا ہے جن سے بغیر احرام کے حرم مکی میں داخلہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور ان کی کوئی مناسب اور معقول توجیہ نظر نہیں آتی پھر یہ کہ جمہور کے قول کو اختیار کرنے میں احتیاط کا پہلو بھی ملحوظ رہتا ہے اور اصولی طور پر جب علت اور حرمت

---

(۱) فیض الباری کتاب المناسک ۲/۶۵ (۲) ایضاً

کے درمیان تعارض ہو تو حرمت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ ابن عربی نے مکہ کے سلسلہ میں فرمان رسول، لم تحل لاحد قبلی ولا لاحد بعدی کو جمہور ائمہ کی ایک اہم اور عمدہ دلیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں،

> وعمدتهم قوله : لم تحل لاحد قبلي ولا تحل لاحد بعدي وانما احلت لي ساعة من نهار، لم يرد به القتال لانه حلال له أبدا، بل واجب وكذالك غيره فدل على انه اراد بما اختص به من ذالك حل الإحرام ولتعارض الادلة اختلف قول العلماء والاحتياط للاحرام الامن كثر دخوله فيرتفع للمشقة ۔ (۱)

امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ابوالشعثاء سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جن لوگوں کو بغیر احرام کے میقات سے تجاوز کرتے ہوئے دیکھتے تھے اسے واپس کرتے تھے۔ (۲)

صاحب فتح القدیر نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ سے قدید کی طرف نکلے پھر وہاں سے مکہ واپس ہوئے اور فرمایا، اسی طرح کی اگر کسی ضرورت سے مکہ سے نکلے اور میقات تک پہنچ جائے لیکن اس سے آگے نہ بڑھے تو وہ وہاں سے بغیر احرام کے مکہ لوٹ سکتا ہے لیکن اگر وہ میقات سے تجاوز کر جائے تو پھر اس کے لیے درست نہ ہوگا کہ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو۔ (۳)

(۲) بار بار پیش آنے والی ضرورت کی بنیاد پر حرم میں داخلہ کا حکم

اب آگے بار بار پیش آنے والی ضرورت کی بنیاد پر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا مسئلہ ہے۔

یعنی تجارتی مقاصد کے لیے جو اہل مکہ کو حدود حرم سے باہر بار بار آنے جانے یا ٹیکسی ڈرائیور کو جو مکہ و جدہ اور مکہ و مدینہ وغیرہ کے درمیان آمد و رفت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی طرح تجارتی سامان لانے اور لیجانے والے ملازمین اور تجارتی کمپنیوں کے ایجنٹوں کو بار بار حدود حرم کے اندر باہر

---

(۱) حاشیہ فیض الباری ۱۳۹/۲ (۲) فتح القدیر (۳) حوالہ سابق

آمدورفت کرنی پڑتی ہے اور تقریباً روزانہ اور کبھی کبھی ایک سے زائد مرتبہ حرم کی میں آنا جانا پڑتا ہے، تو فقہ حنفی کی تصریحات کی رو سے ایسے لوگوں کے لیے بھی میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کرنا جائز نہیں، صرف وہ لوگ جو داخل میقات ہیں بغیر احرام کے آمدورفت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

(ومن کان داخل المیقات له ان یدخل مکة بغیر احرام لحاجته) لانه یکثر دخوله مکة وفی ایجاب الاحرام فی کل مرة حرج بین فصار کأهل مکة حیث یباح لهم الخروج منها ثم دخولها بغیر احرام لحاجتهم۔ (۱)

اور جو شخص میقات کے اندر ہو وہ اپنی ضرورت سے بغیر احرام کے مکہ داخل ہو سکتا ہے کیونکہ مکہ میں اس کا داخلہ کثرت سے ہوتا ہے اور ہر مرتبہ احرام کو واجب کرنے میں کھلا ہوا حرج ہے، لہذا وہ مکہ والوں کی طرح ہو گیا جن کے لیے اپنی ضرورت سے مکہ سے نکلنا پھر مکہ میں داخل ہونا بغیر احرام کے جائز ہے۔

اور صاحب عنایہ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں:

والاصل أنه صلی الله علیه وسلم رخص للحطابین دخول مکة بغیر احرام۔ (۲)

اور اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی بیچنے والوں کو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونے کی رخصت دی ہے۔

البتہ امام مالک رحمہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ کے نزدیک ایسی ضرورت کے تحت بغیر احرام کے داخلہ کی اجازت میقات سے باہر رہنے والوں کے لیے بھی ہے۔

علامہ ابن رشد مالکی حج وعمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گزرنے والوں کے لیے بالاتفاق احرام کے لازم ہونے کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

(۱) الهدایة مع الفتح ۲/۳۲۶

(۲) العنایة مع الفتح ۲/۳۲۶

واما من لم يردهما ومن بهما فقال قوم: كل من مر بهما يلزمه الاحرام الا من يكثر ترداده مثل الحطابين وشبههم وبه قال مالك۔ (۱)

بہرحال جو شخص کہ حج و عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ ان میقاتوں سے گزرے تو اس کے لیے احرام لازم ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کی آمد و رفت بار بار ہوتی ہے۔ مثلاً لکڑی بیچنے والے اور ان کے مشابہ لوگ۔ امام مالکؒ اسی کے قائل ہیں۔

اور مدوّنہ میں ہے:

وقال مالك: لا ارى بأسا لاهل الطائف وأهل عسفان واهل جدة الذين يختلفون بالفاكهة والحنطة واهل الحطب الذين يحتطبونه ومن أشبههم لا أرى بأسا ان يدخلوا مكة بغير احرام لان ذالك يكبر عليهم۔ (۲)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں طائف اور عسفان اور جدہ کے باشندوں کے لیے جو میوے اور گندم لیکر بار بار حرم میں جاتے ہیں اور ان لکڑی والوں کے لیے جو لکڑی چنتے اور بیچتے ہیں اور ان جیسے لوگوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ وہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوں کیونکہ یہ چیز ان پر گراں گزرے گی۔

ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں:

ولا يجوز لمن اراد دخول مكة تجاوز الميقات لغير احرام الا لقتال مباح او حاجة متكررة كالحطاب ونحوه۔ (۳)

جو شخص مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کرنا جائز نہیں الا یہ کہ جائز لڑائی کے لیے یا بار بار پیش آنے والی ضرورت کے تحت کوئی داخل ہو جیسے لکڑی بیچنے والا وغیرہ۔

---

(۱) بدایۃ المجتهد ۱/۳۲۷ (۲) المدوّنۃ الکبریٰ للإمام مالک بن انس ۱/۳۷۸

(۳) المقنع ۱/۳۹۰

اور حضرت ابن عباس رضؓ کی ایک موقوف روایت میں جمالین اور حطابین کا استثنا موجود ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے ضرورت مند لوگ میقات کے باہر سے بھی بغیر احرام کے داخل ہوسکتے ہیں۔

روی حرب عن ابن عباس رضی اللہ عنہا لا یدخل انسان مکۃ الا محرما إلا الجمالین والحطابین واصحاب منافعہا۔ (۱)

حرب نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ احرام کے بغیر کوئی شخص مکہ میں داخل نہ ہو سوائے اونٹ لے جانے والوں اور لکڑی بیچنے والوں اور ان کے منافع کے مالکوں کے لیے۔

پس جس ضرورت اور علت کی بنیاد پر میقات کے اندر رہنے والوں کو احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی اجازت فقہ حنفی میں دی گئی ہے۔ آج کے حالات نے وہی ضرورت ——— اہل حاجت یعنی ٹیکسی ڈرائیور، تجارتی سامان لانے لیجانے والوں اور تجارتی کمپنیوں کے ایجنٹوں کے لیے (جنھیں بار بار حدود حرم کے اندر آمد و رفت کرنی پڑتی ہے) پیدا کردی ہے۔ لہٰذا علت کے اشتراک کی بنیاد پر یہاں بھی بغیر احرام کے انھیں داخلہ کی اجازت دینی چاہیے۔ اور امام مالکؒ و امام احمد بن حنبل رحؒ کے مسلک کی بنیاد پر ایسے ضرورت مندوں کے لیے بغیر احرام کے میقات سے تجاوز کرنے اور حدود حرم میں داخل ہونے کا فتویٰ دینا چاہیے ورنہ حرج اور مشقت لازم آئے گی، جب کہ اللہ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی ہے۔ وما جعل علیکم فی الدین من حرج (سورۃ الحج) اور فقہ اسلامی کے مشہور قاعدے ہیں۔ الحرج مدفوع، والضرر یزال، والمشقۃ تجلب التیسیر اور کلما ضاق اتسع۔

اس لیے دفع حرج، رفع مشقت اور ازالۂ ضرر کے لیے ایسے حاجت مندوں کو احرام کے بغیر میقات سے تجاوز کرنے کی اجازت دینی مناسب ہے۔

بینکوں کے ذریعہ

زکوٰۃ کی کٹوتی کی شرعی حیثیت

جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کی نئی تالیف منظر عام پر آچکی ہے۔

﴿اسکالرز اکیڈمی کراچی﴾